Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 02,
Jan – March 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

خواتین پر تشدد کے اسباب و محرکات: ضلع ملتان کا اختصاصی مطالعہ

Causes of Violence against women: a special study of Multan district

Afshan Noreen *
Lecturer, The Women University, Multan

Version of Record
Received: 08-9-21 **Accepted**: 27-10-21
Online/Print:25-March-2022

ABSTRACT

The reason of this term paper is to portray "Violence against women uncommonly in Multan area. It has gotten to be a global issue. It is clear in all civilized and uncivilized social orders, which is obvious in regular social life in one shape or another. The reason of which is to control and rule ladies. Its signs incorporate undesirable variables such as beatings, insuperable, discipline and mortification or torment. In social setting viciousness may be characterized as the illicit work of strategies of physical constraint for individual or gather closes. It must be recognized from drive or control, which is simply physical concept having heading and concentrated. Viciousness once more ladies, is an inalienable social issue which each ladies is likely to confront, whether she lives in a creating nation or among a created country. The shape and nature may be that as it may change in both the cases from time to time. Savagery in Pakistani society as well, is an open mystery presently. In common, the ladies are not as it were denied of their fundamental rights but too they are mortified to the degree, that's against respect, nobility and sexual orientation personality. Islam, guaranteeing human nobility and rise to opportunity for both the sexual orientations, eradicates this social fiendish through restraining the creature self of human being. An Islamic society is accepted to advance and force laws to protect ethics and morals, guaranteeing assurance of ladies society against any act of rebellion and savagery. The major cause of all these social disasters is the numbness of understanding of the fundamental lessons of Islam.

***Key words**: Violence against women, Social issue, Rights, rebellion and savagery, fundamental lessons.*

ملتان ایک ہزار بیس کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے جس کی آبادی انیس لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو چالیس نفوس پر مشتمل ہے۔ ملتان کی زمین اپنی زرخیزی اور پیداواری صلاحیتوں میں مثال ہے اس کی اہم فصلوں میں گنا، چاول، کپاس اور گندم شامل ہیں۔ آموں کو بڑے بڑے اور نایاب اقسام کے باغات موجود ہیں۔ ملتان میں سرائیکی، اردو اور پنجابی زبانیں بولی جاتی ہیں۔

یہاں کافی تعداد میں اولیا، صوفیا کرام و بزرگان دین کے مزارات ہیں، مشہور مزارات میں حضرت شاہ شمس تبریزؒ، حضرت بہاالحسنؒ، حضرت بہاالدین زکریاؒ ملتانی، حضرت شاہ رکن عالمؒ، حضرت موسیٰ پاک شہید اور حضرت حافظ محمد جمالؒ کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے اولیا، صوفیا اور بزرگان دین کے مزارات یہاں موجود ہیں۔ صوفیاء کی زمین ہونے کی حیثیت سے یہ شہر معاشرے کے لئے ایک مشہور و معروف درسگاہ ہونا چاہیئے تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس شہر میں بھی معاشی برائیوں نے جڑ پکڑ لی۔ جس طرح خواتین پر تشدد ایک عالمگیر مسئلہ بن چکا ہے، تمام مہذب اور غیر مہذب معاشروں میں اس کی جھلک نمایاں ہیں، جو روزمرہ سماجی زندگی میں کسی نہ کسی صورت میں نظر آتی رہتی ہیں۔ اسی طرح ملتان میں بھی آئے دن اسی قسم کی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔ خواتین پر تشدد کا مقصد خواتین کو قابو رکھنا اور ان پر حاوی ہونا ہے۔ جس کے مظاہر میں مارپیٹ، بے عزتی، سزا اور تذلیل یا اذیت جیسے ناپسندیدہ عوامل شامل ہیں۔ تشدد کا لفظ عربی زبان شدۃ سے نکلا ہے جس کے معانی ہیں سختی، مضبوطی، قوت کے ہیں۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿فَشُدُّوا الْوَثَاقَ﴾[1] (اور ان کو مضبوطی سے قید کرلو۔) اسی طرح، دوسری جگہ آتا ہے: ﴿وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾[2] (وہ ان سے قوت میں زیادہ تھے۔)

علامہ راغب اصفہانی اور ابن منظور لکھتے ہیں کہ تشدد "شدد (ش۔د۔د) سے ماخوذ ہے۔ اس کے ایک معنی سختی، زیادتی کے ہیں؛ زور اور کثرت کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے تشدد کے معنی ہوئے زبردستی اور سختی کرنا، یا جبر اور زیادتی کرنا[3]

خواتین پر تشدد کے لیے عربی زبان کی اصطلاح "العنف" ہے جو نرمی اور الفات کی ضد کا مفہوم رکھتی ہے۔[4] یہ لفظ قرآن حکیم میں تو مذکور نہیں تاہم حدیث مبارکہ میں آتا ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((اِنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ: «یَا عَائِشَۃُ» اِنَّ اللہَ رَفِیقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ، وَیُعْطِی عَلَی الرِّفْقِ مَا لَا یُعْطِی عَلَی الْعُنْفِ، وَمَا لَا یُعْطِی عَلَی مَا سِوَاهُ)) (5)

رسول اللہؐ نے فرمایا، اے عائشہؓ بے شک اللہ رفیق ہے؛ نرمی کو پسند کرتا ہے، اور نرم رویے پر جو کچھ وہ عطا کرتا ہے وہ سخت رویے پر عطا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور رویے پر۔

لفظ تشدد سے مراد، پہرہ سخت کرنا، محاصرہ سخت کرنا، استوار کرنا۔(6) گھریلو تشدد سے مراد گھر کے کسی رکن کے ذریعے کسی دوسرے رکن کے ساتھ جسمانی قوت کا استعمال یا دھمکی آمیز رویہ اختیار کرنا ہے۔ گھریلو تشدد ایک جدید اصطلاح ہے، جسے عصر حاضر میں حقوقِ نسواں کے علم برداروں نے عورت کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے وضع کیا ہے۔ گھریلو تشدد کی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے:

> "Pattern of abusive behavior in any relationship that is used by one partner to gain or maintain power and control over another intimate partner."([7])

"دو قریبی افراد جو کسی بھی رشتہ میں منسلک ہوں، ان میں سے ایک کی جانب سے بد سلوکی کا رویہ، جو دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لئے ظاہر کرے۔"

انگریزی زبان میں ایک خاص ترکیب خواتین پر تشدد کے حوالے سے مستعمل ہے: Violence against women ، "وائیلینس" کے مترادفات میں Aggression Intensity, Seizing یا Holding by force کے الفاظ شامل ہیں۔ ان الفاظ کے معانی بالترتیب: شدت، جارحیت، زبردستی گرفت میں لینا اور قوت سے قبضے میں رکھنا کے ہیں۔ آکسفورڈ ایڈوانس ڈکشنری Oxford Dictionary میں Violence کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ ایسا پُر تشدد برتاؤ جو کسی کو تکلیف پہنچائے یا مار دینے کی نیت سے کیا جائے۔ [8]

گویا، وہ جسمانی قوت، جو دوسرے فریق کو چوٹ لگانے، نقصان پہنچانے یا تباہ کر دینے کے لئے استعمال کی جائے، تشدد کہلاتی ہے۔ انسانوں کے خلاف تشدد سے مراد طاقت کا ایسا زبردست استعمال کرنا جو دوسرے کو زخمی کر دے یا اذیت دے اور یہ فعل دانستہ کیا جائے جس سے مقصود مد مقابل کو شدید نقصان اور تکلیف پہنچانا ہو۔

انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز (Encyclopedia of Social Sciences) نے Violence کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے:

> In social content violence may be defined roughly as the illegal employment of methods of physical coercion for personal or group ends It must be distinguished from force or power, which is purely physical concept having direction and intensity. [9]

(معاشرتی پیرائے میں تشدد کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ: ذاتی یا اجتماعی مقاصد کے حصول کے لئے جسمانی زبردستی کے طریقوں کا غیر قانونی استعمال کرنا۔ اس تشدد کو عام قوت اور طاقت کے استعمال سے الگ سمجھنا چاہیے جس کا مفہوم خالصتاً مادی ہوتا ہے اور اس کی خاص سمت اور شدت ہوتی ہے۔)

گویا، تشدد جارحیت کی ایک شدید قسم ہے۔ یہ طاقت کا ایسا استعمال ہے جو دوسرے کو زخمی کردے یا کم از کم حملہ آور کا ارادہ مد مقابل کو شدید نقصان پہنچانے کا ہو یا دانستہ طور پر دوسرے کو تکلیف دینا ہو۔ ایسی قوت کو بھی تشدد کہا جاتا ہے جو کسی ہدف کو تباہ و برباد کرنے کے لئے لگائی جائے خواہ اسے حقیقی خطرہ ہو یا نہ ہو۔ طاقت کا یہ اندھا دھند استعمال، کسی فرد کے ہاتھوں ہو یا اداروں کی جانب سے ہو تشدد کہلاتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت World Health Organization نے تشدد کی تعریف کی ہے کہ:

> The intentional use of physical force or power, threatened or actual, against oneself, another person, or against a group or community, that either result in or has a high likelihood of resulting in injury, death, psychological harm maldevelopment, or deprivation.[10]

(جسمانی قوت کا اور طاقت کا ایسا دانستہ استعمال جو اپنے، کسی دوسرے شخص کے یا ایک گروہ کے خلاف ہو جس کا ممکنہ نتیجہ زخم، موت یا نفسیاتی نقصان کی صورت میں ہو۔)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قانون پاس کیا، جس میں خواتین پر تشدد کی تعریف بڑے واضح انداز میں، یوں کی گئی:

> Any act of gender based violence that results in or is likely to result in physical , sexual or mental harm or suffering to women, including threats of such acts, coercion or arbitrary deprivation of liberty whether occurring in public or in private life.[11]

(کسی عورت کو جنسی تفریق کی بنیاد پر تشدد کا ایسا نشانہ بنانا جس کے نتیجے میں اسے جسمانی، جنسی اور نفسانی اذیت پہنچی ہو یا پہنچنے کا امکان ہو۔ اس میں ایسے عمل کی دھمکی، جبر یا آزادی سے زبردستی محرومی (خواہ وہ گھر کے اندر نجی اور گھریلو زندگی میں ہو یا باہر عمومی زندگی میں) شامل ہیں۔

مندرجہ بالا تعریفات کا اطلاق ایک ساتھ رہنے والے کسی بھی مرد اور عورت پر ہوتا ہے خواہ ان کے مابین کوئی بھی رشتہ ہو، لیکن عموما اس سے مراد مرد اور عورت ہی لئے جاتے ہیں۔ گھریلو تشدد ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے، ایک سروے کے مطابق 52 فیصد خواتین اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی اپنے شوہروں یا جن کے ساتھ وہ رہتی ہیں، تشدد کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ اقوام، متحدہ کے ادارہ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں قتل ہونے والی خواتین میں چالیس فیصد خواتین کو قتل کرنے والے ان کے شوہر یا بوئے فرینڈ ہیں۔(12)

صنفِ نازک اور تشدد کی صورتیں

خواتین پر تشدد کی مختلف اقسام ہو سکتی ہیں۔ یہ جسمانی (Physical)،جذباتی (Emotional)، نفسیاتی (Psychological)، سماجی (Cultural)، معاشی (Financial) اور جنسی (Sexual) بھی ہو سکتا ہے۔

جسمانی ضرب لگانے پر مبنی ایسا کردار جو طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے یا اپنی بات منوانے کے لیے کیا جائے جسمانی تشدد (Physical Violence) کہلاتا ہے۔[13] عورتوں کے خلاف جسمانی تشدد کی ایک صورت اُس وقت سامنے آتی ہے جب اسے بنیادی ضروریات سے محروم کر دیا جائے جیسے گھر، خوراک، پانی، لباس وغیرہ جن کا اثر براہ راست جسم پر ہوتا ہے۔

اگر کسی کو ڈرایا دھمکایا جائے، اس سے معلومات چھپائی جائے یا اسے ایسا کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جائے جس سے اسے خفت اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے جذباتی تشدد (Emotional Violence) میں شامل ہے۔ کسی خاتون کو دوستوں اور گھر والوں سے الگ کر دینا اور بنیادی وسائل تک رسائی نہ ہونے دینا بھی جذباتی تشدد کی مثال ہے۔

متاثرہ بچی، جو ایک مقامی اسکول کی طالبہ ہے، نے پہلی انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) تھانہ بالا کوٹ میں درج کروائی تھی کہ وہ تقریبا تین ماہ قبل بالا کوٹ میں اسکول جا رہی تھی کہ اسے مقامی گیسٹ ہاؤس کے مالک، محمد سجاد اور اس کے ساتھی محمد عابد نے اغوا کیا اور دونوں نے اس کے ساتھ جنسی زیادتی کی ہے۔ اور انہوں نے میری ویڈیو بنائی اور دھمکی دی کہ اگر میں پولیس اور اپنے والدین کو اس واقعے سے آگاہ کیا تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے اور ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل کر دیں گے۔[14]

نفسیاتی تشدد (Psychological Violence) میں ہر وہ عمل شامل ہے جس سے انسان ذہنی اذیت خوف یا انتشار کا شکار ہو جائے مثلاً عورتوں سے بد کلامی کرنا، بے عزت کرنا، دھتکارنا، بیٹے بیٹیوں میں فرق کرنا جس سے اسے اپنی کم مائیگی کا احساس ہو۔

اسی طرح سے کام کی جگہوں پر ہراسگی، شادی شدہ عورتوں کو جائیداد یا حق ملکیت سے محروم کرنا، دھمکانا، شوہر کی طرف سے گھر سے نکال دینے، طلاق دینے، بچے چھین لینے کی دھمکی یا خوف، مسلسل اذیت دینا وغیرہ شامل ہے۔

> Customs are preferred over religion when it comes to giving women their due share in inherited land. In Punjab people say they follow Islam, but according to their customs land is not given to the women. They have created an environment where women now say they don't even want their share.[15]

جب عورت کو جائیداد میں حصہ دینے کی بات آتی ہے تو پھر مذہب پر ثقافتی رسم و رواج کو اہمیت دی جاتی ہے۔ پنجاب میں لوگ اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ اسلام کے اصولوں کی پیروی کرتے ہیں مگر ان کی روایات کے مطابق عورت کو جائیداد میں کچھ نہیں دیا جاتا۔ اس طرح کا طرزِ عمل بن گیا ہے کہ عورت خود ہی اپنا حق لینے سے انکار کر دیتی ہے۔

عموماً لوگ بیٹی کے حق وراثت کے قائل نہیں اور جو کچھ لوگ قائل بھی ہیں۔ عملی طور پر جائیداد عورت کو نہیں دیتے۔ اس صورت حال میں بہنیں اپنا حق وراثت بھائیوں کو ہی دے دیتی ہیں تاکہ بھائیوں سے تعلقات کشیدہ نہ ہوں اور وہ ان سے ناراض نہ ہوں۔

سماجی تشدد (Cultural Violence) کی کئی ایک صورتیں ہیں مثلاً جبری لاتعلّقی یا سماجی تعلقات پر سخت پابندی، دوستوں یا رشتہ داروں سے ملاقات کی نگرانی کرنا کہ کس سے ملتی جلتی ہے، کیا پڑھتی ہے، کہاں جاتی ہے وغیرہ وغیرہ جیسے اعمال وافعال جس سے بیوی کی سماجی/معاشرتی زندگی کو محدود کر دیا جائے یا مسدود کر دیا جائے۔

اگر خاتون کے معاشی ذرائع پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا جائے، بار بار مزید رقم مانگنے پر مجبور کیا جائے یا اسے اپنی ضروریات کے لیے، مرد کی منت سماجت کرنی پڑے تو یہ معاشی تشدد (Financial Abuse) کہلاتا ہے۔

اسی طرح جب بیوی کی کسی آمدن پر اسے کوئی اختیار حاصل نہ ہو، زمین و جائیداد میں بھی حصہ نہ ملے اور زندہ رہنے کے لیے کسی مرد کا محتاج بننا پڑے تو عورت کا یہ معاشی استحصال بھی تشدد کے زمرے میں آتا ہے۔

خواتین کے ساتھ، کسی قانونی راستے کے بغیر اور جبر و اکراہ جنسی تعلق قائم کرنا یا ایسی کوشش کرنا جنسی تشدد Sexual (Violence) کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے افراد کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنا جو اس نوعیت کو سمجھنے سے قاصر ہوں مثلاً کم عمر یا پختہ، ذہنی مریض نشے کا مریض یا بے ہوش فرد وغیرہ، جنسی عمل میں انتہائی جارحانہ انداز اختیار کرنا بھی جنسی تشدد کی مثال ہے۔

صنفِ نازک اور تشدد کے اسباب

تشدد سے آزاد زندگی تمام انسانوں کا لازمی حق ہے، امن ہو یا تصادم لاکھوں خواتین اور لڑکیاں تشدد سے دوچار ہیں۔ کہیں وہ ریاستی قوانین کی وجہ سے ظلم کا شکار ہیں تو کہیں معاشرے میں صنف نازک ہونے کے ناطے ستم ظریفیوں کا شکار ہیں۔ یوں تو معاشرے کا کوئی بھی فرد اس سے متاثر ہو سکتا ہے مگر خواتین صنف نازک ہونے کے ناطے زیادہ متاثر ہوتی ہیں کہ وہ معاشرے کا کمزور حصہ ہیں اور آسانی سے تشدد کا شکار ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح خواتین کی ناخواندگی، غربت اور اپنے حقوق سے ناواقفیت، ان کے تشدد سہنے کے اسباب ہیں۔ معاشرے میں حقوق انسانی کا عدم احترام اور مردوں کی برتری کا جارحانہ اظہار بھی خواتین پر تشدد کئے جانے کے عمومی اسباب ہیں۔ علاوہ ازیں مذہبی عقائد کی غلط تشریح، سماجی قدریں اور رسم و رواج بھی خواتین پر ظلم و تشدد کا باعث بنتی ہیں۔

بغور مطالعہ کیا جائے تو خواتین پر تشدد کی درج ذیل عمومی وجوہات سامنے آتی ہیں:

خواتین اور مردوں کا معاشرے میں جو کردار متعین کیا گیا ہے اس میں بھی ایک جنس کو دوسرے پر فوقیت دینے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ لہٰذا، معاشرے میں عورت کو کمتر تصور کیا جاتا ہے، اور اس پر تشدد جائز مانا جاتا ہے۔

خاندانی رسم ورواج اور روایات کو ہر معاملے میں، افراد کی رائے پر ترجیح حاصل ہے اگر عورت کسی ایسی رسم سے اختلاف کرتی ہے تو اس کو طاقت سے منوایا جاتا ہے۔

عورت کی شکل وصورت بھی دو متضاد صورتوں میں اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اچھی صورت ہونا اور کبھی اچھی نہ ہونا اس پر طرح طرح کے تشدد کا باعث بنتا ہے۔

اسی طرح وہ کبھی اپنی نادانی اور کم عقلی کی بناپر اور کبھی ذہین اور چالاک ہونے کی سزا کے طور پر تشدد سہناپڑتا ہے۔

کم عمری کی شادیاں، مجبوری کے رشتے اور عدم کفو پر جوڑے بنانا بھی عورت کی تقدیر میں، فریق ثانی کی طرف سے تشدد کو شامل کر دیتا ہے۔

عورتوں پر تشدد ہمارے معاشرے کی ایک ایسی سچائی ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ عورت پر تشدد کا اظہار اس کی پیدائش پر غم وغصے کی صورت میں کیا جاتا ہے اور اسے بد نصیبی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ جس کا نقشہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ﴾ [16]

ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرا سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبائے۔

ملتان میں خواتین پر تشدد سے متعلق 821 کیسز رپورٹ ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے انسداد تشدد برائے خواتین سنٹر نے متاثرہ خواتین کو متعلقہ تھانوں سے رجوع کرنے کے مشورے دینا شروع کر دیئے ہیں۔ ملتان میں انسداد تشدد برائے خواتین سنٹر کی رپورٹ کے مطابق رواں سال اب تک 821 کیسز رپورٹ ہو چکے ہیں جن میں اجتماعی زیادتی کے نو، گھریلو تشدد کے پانچ سو تیس، خواتین کو ہراساں کرنے کے ایک سو اٹھانوے، قتل کی کوشش کے 37 جبکہ تیزاب گردی کے تیرہ اور اغوا کے 34 واقعات رونما ہو چکے ہیں اور خواتین پر تشدد کے واقعات گزشتہ سال کی نسبت زیادہ ہیں جس کی وجہ سے سماجی تنظیموں سے وابستہ خواتین بھی پریشان ہیں۔ [17]

قبائلی اور دیہاتی آبادی میں نابالغ بچیوں کا نکاح بالکل فاسد اغراض اور وقتی مصلحتوں کی بناپر کیا جاتا ہے۔ کم عمری میں بچیوں کی بے جوڑ شادیاں کی جاتی ہیں حتیٰ کہ بسا اوقات نوزائیدہ بچی کو بھی کسی کے نکاح میں دے دیا جاتا ہے عموماً ایسی شادیاں غیر کفو میں ہوئی ہیں اور اسلام کے دیئے گئے حق خیار بلوغ سے لاعلمی کی وجہ سے نہ صرف یہ رسوم بچیوں پر ظلم کی وجہ بن رہی بلکہ اسلامی معاشروں کی بھی منفی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔ [18]

معاشرے میں عورت کو اپنے حقوق کے سلسلے میں جو پریشانیاں لاحق ہیں، اس کا بنیادی سبب زیادہ تر رسم ورواج اور سماجی ناہمواری ہے تعلیم کی کمی اور حقوق نسواں سے لاعلمی بھی عورت کے حقوق کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ بچیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی بلکہ کئی علاقے تو ایسے ہیں جہاں لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بچی کو تعلیم دی تو وہ خود سر اور باغی ہو جائے گی۔ پھر معاشرتی حالات ایسے ہوگئے ہیں کہ آئے دن کوئی نہ کوئی تشدد کا واقعہ پیش آجاتا ہے اور والدین ان حالات میں ڈر کر بھی بچیوں کو تعلیم کے لیے باہر نہیں بھیجتے۔

ہیومن رائٹس واچ کی تحقیق کے مطابق:

> "Over 5 million primary school-age children in Pakistan are out of school, most of them girls." (19)

پاکستان میں 5 لاکھ سے زیادہ پرائمری اسکول کی عمر کے بچے اسکولوں سے باہر ہیں، جن میں زیادہ تر لڑکیاں ہیں۔

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت کی حیثیت ایک محکوم کی سی ہے۔ جس کے معاشرتی اور معاشی حقوق سلب کر لیے گئے ہیں۔

ان تمام مسائل کے حل کے طور، جدید معاشرے میں جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ بھی معاملات سلجھانے کی بجائے مزید الجھانے کا باعث بنتا ہے۔ ایک طرف سے یہ انتہا پسندانہ نقطہ نظر اختیار کر لیا جاتا ہے کہ عورت ہر ذمہ داری اور بندھن سے آزاد ہے۔ بیرون خانہ اجتماعی سرگرمیوں میں حصے لینے اور مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط اور میل جول کی اسے کھلی چھٹی ہے۔ دفتروں، کارخانوں، تجارتی اداروں صنعتی مرکزوں تفریح گاہوں اور قص وسرود کی محفلوں میں مردوں کے دوش بدوش وہ جہاں چاہے بلا روک ٹوک آجاسکتی ہے۔ کسب معاش کے تمام دروازے اس پر کھلے ہیں۔ ملکیت، وراثت، شادی بیاہ، طلاق وعلیحدگی میں اسے سب برابر حقوق حاصل ہیں۔

پہلی انتہا میں عورت بالکل پس کر رہ گئی ہے دوسری انتہا میں عورت اپنے وظائف فطری یعنی پیدائش اور پرورش اولاد کے اولین فرائض سے دور ہٹتی جاری ہے۔ فطری تقاضوں کے برعکس مرد وزن دونوں یکساں نوعیت کے افعال میں جت گئے ہیں، خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر گیا ہے، محبت اتفاق اور اعتماد کی جگہ شکوک وشبہات اور بے اعتمادی نے لے لی ہے اور یوں اب طلاق کی شرح حد سے بڑھ گئی ہے۔

خواتین اور اسلامی تعلیمات:

واضح طور نظر آرہا ہے کہ موجودہ دور کی عورت نے اسلام کے دیے ہوئے عزت وتکریم کے مقام کو خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو گھر کے معمولات، بچوں کی اخلاقی تربیت، امورِ خانہ داری اور شوہر کی خدمت کی ذمہ داریاں سونپی تھیں مگر عورت نے اس کو اپنی آزادی پر قدغن سمجھا۔ اسلام نے عورت کو جس مقام وحیثیت، خاندان، معاشرے اور تمدن میں اس کا کردار، اعلیٰ وارفع

اصولوں، اسلامی تعلیمات اور قوانین سے نوازا تھا، عورت نے اس کو قابلِ اعتنا ہی نہ سمجھا، بلکہ ان اعلیٰ قدروں کو غیر معتبر جانتے ہوئے حقیر و کم تر سمجھ لیا۔ جبکہ ازدواج کا تعلق مودّت و رحمت کی بنیاد پر ہے۔ تاکہ خانگی زندگی میں راحت و مسرت اور سکون و آرام حاصل ہو سکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾(20)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے خود تم ہی سے جوڑے پیدا کیے ہیں تاکہ ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی ہے۔

قرآن کریم میں زوجین کو ایک دوسرے کا لباس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ لباس جسم کی پردہ پوشی کرتا ہے اور خارجی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے لباس کو زوجین کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾(21)

ترجمہ: وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے۔

یعنی جس طرح لباس اور جسم کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہ سکتا، بلکہ دونوں کا باہمی تعلق و اتصال بالکل غیر منفک ہوتا ہے، اسی طرح تمہارا اور تمہاری بیویوں کا تعلق بھی ہے۔

اسلام نے عورت اور مرد کو اعتدال و توازن پر مبنی ایک ایسا سماجی مقام اور نظام دیا جس میں دونوں کی فطرت کا خیال رکھا گیا۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ﴾(22)

ترجمہ: عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اچھے سلوک کے ساتھ۔

احادیث مبارکہ میں بھی عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت دی گئی۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي))(23)

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں، تم میں سے سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔

ساتھ ہی اسلام نے مردوں کو عورتوں پر تشدد کرنے سے بھی واضح الفاظ میں منع کر دیا۔ جیسا کہ سلمان بن عمرو بن احوص کہتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی راوی نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ، إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي المَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا، أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ:"هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ:عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، يَعْنِي: أَسْرَى فِي أَيْدِيكُمْ))[24]

(خبردار میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قید ہیں اور تم ان پر اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں رکھتے کہ ان سے صحبت کرو البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب ہو تو انہیں اپنے بستر سے الگ کر دو اور ان کی معمولی پٹائی کرو پھر اگر وہ تمہاری بات ماننے لگے تو انہیں تکلیف پہنچانے کے راستے تلاش نہ کرو جان لو کہ تمہارا تمہاری بیویوں پر اور ان کا تم پر حق ہے تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ان لوگوں کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو بلکہ ایسے لوگوں کو گھر میں داخل نہ ہونے دیں اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں بہترین کھانا اور بہترین لباس دو۔)

چونکہ عورتوں کو مارنا،اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور نافرمانی کی صورت میں عورت کو سمجھانے کے لئے سب سے پہلے وعظ و نصیحت کی جائے اس کے بعد ان سے وقتی اور عارضی علیحدگی ہے۔اس سے بھی نہ سمجھے تو ہلکی سی مار کی اجازت ہے۔ لیکن یہ مار وحشیانہ اور ظالمانہ نہ ہو۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس ظلم کی اجازت کسی مرد کو نہیں دی۔

اسی طرح اسلام نے دونوں کے دائرہ کار متعین کر دیے اور اسی کے مطابق انہیں ذمہ داریوں سے نوازا، ساتھ ہی واضح کر دیا کہ ہر کوئی اپنے عمل کا ذمہ دار ہے اور اس سے اسی کے مطابق باز پرس کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾[25]

(جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے انکے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔)

متعدد مقامات پر قرآن نے خواتین کا ذکر بالخصوص کیا ہے۔مثلاً سورہ احزاب کی آیت 35 میں نیک صفت مردوں کے ساتھ نیک صفت خواتین کا الگ سے ذکر کر کے یقین دلایا گیا ہے کہ اعمال صالحہ پر جیسا اجر مردوں کو ملے گا ویسے ہی اجر خواتین کو بھی ملے گا اور کسی بھی صنفی امتیاز کی وجہ سے اس دنیا میں نہ کسی قسم کا امتیازی سلوک ان سے کیا جائے گا اور نہ ہی مردوں سے مختلف ہونے کی وجہ سے تشدد کا راستہ کھولا جائے گا۔اور جنت کا حصول اور تقرب الٰہی کسی صنفی امتیاز کی بدولت نہیں حاصل ہو گا اور نہ قیامت میں جزا اور سزا اس بنیاد پر ہو گی بلکہ اس تمام کا انحصار انسان کے ایمان اور عمل خیر پر ہو گا۔

حاصلِ بحث:

اسلام کا خاندانی نظام ویسٹرن کلچر سے بالکل مختلف ہے، اور پاکستان میں گھریلو تشدد کی شرح دیگر ممالک کی نسبت کم ہے۔ مغربی معاشرہ ترقی یافتہ اور پڑھے لکھے لوگوں کا معاشرہ ہے، جبکہ پاکستانی معاشرہ تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ہے۔ ہمارے ہاں حالات و واقعات رہن سہن کچھ اور ہیں اور اگر اس معاشرہ میں دوسروں کا قانون لا کر پیسٹ کر دیتے ہیں تو ایسا کرنے سے مسائل مزید بڑھیں گے اور بگڑیں گے۔ پہلے اپنے عدالتی سسٹم کو ٹھیک کریں پھر اس قسم کے قانون بنائیں۔ گھریلو تشدد کا قانون لانے سے قبل ان وجوہات پر توجہ دیں جن کی بنا پر گھریلو تشدد ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجوہ شرح خواندگی میں کمی، بے روزگاری، مہنگائی، انصاف میں تاخیر ہیں۔ انہیں ٹھیک کریں گھریلو حالات خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ والدین اور بچوں جیسے انمول رشتوں کو سزاؤں سے نہیں بہتر کیا جاسکتا۔ ایسے قانون سے معاشرے میں مزید بگاڑ پیدا ہوگا۔ اس وقت فیملی سسٹم کو مسلمان ممالک کا آخری قلعہ قرار دیا جارہا ہے، اس لیے اب تمام تر حملے اسی پہ کئے جارہے ہیں۔ لہٰذا یہ بل سراسر ہماری معاشرتی روایات واقدار اور خاندانی نظام کے بالکل منافی ہے اور عملاً نافذ ہو جانا ممکن ہی نہیں ہے ریاست آئین کی رو سے اس بات کی پابند ہے کہ وہ قانون سازی قرآن و سنت کی روشنی میں کرے اور بحیثیت مسلمان ہم بھی کسی صورت قرآن و سنت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ خاندانی نظام جو معاشرے کی اکائی اور نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ ہوتا ہے، اس پہ بھی کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا اور ہر قیمت پہ خاندانی نظام کا تحفظ کرنا ایمانی تقاضا ہے۔

تجاویز:

کسی مسئلہ میں قانون آخری حل ہوتا ہے، جہاں کوئی اور راستہ نہ ہو وہاں قانونی راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ قانون سے پہلے بھی اور بہت سارے طریقے موجود ہوتے ہیں خاص طور پر خاندانی مسائل میں، لیکن ہمارے ہاں قانون سازی سے پہلے کوئی حل نہیں رکھا گیا۔ قانون سازی کر کے خاندانی مسائل کو پہلے ہی مرحلہ میں عدالت تک پہنچا دیا گیا ہے اور وہ بھی فوجداری عدالت جہاں پر مصالحت کا بھی کوئی موقع نہی دیا جاتا۔ قانون سازی سے پہلے ان مسائل کا حل مندرجہ ذیل طریقے سے کیا جائے:

1. نظام تعلیم کو بہتر کیا جائے۔
2. اسلام کی خاندانی نظام سے متعلق تعلیمات کو شامل نصاب کیا جائے۔
3. شادی سے قبل تربیت واصلاح کے لئے ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے کورس و کاؤنسلنگ کا اہتمام کیا جائے۔
4. قومی اسمبلی کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اس قانون پر نظرِ ثانی کریں اور خاندانی نظام کو متزلزل کرنے والی شقوں کو ختم کر کے مثبت تبدیلی لائی جائے۔
5. قانون سازی آئین کے تحت کی جائے، اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کردہ ترامیم کو شامل کیا جائے۔

حواشی، حوالہ جات

1۔سورۃ محمد:16

2۔سورۃ المائدۃ:44/5

3۔المفردات فی غریب القرآن، امام راغب اصفہانی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ البابی مصر، ھ، ص: ، لسان العرب، علامہ ابن منظور افریقی، داراحیاء التراث العربیۃ، طبعۃ ثالثۃ، ھ، ص:56/7؛ نیز دیکھئے قاموس الوحید، مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، ادارہ اسلامیات کراچی، ھ، ص:۸٤۹

[4]۔لوئیس معلوف، المنجد، ص:558 مکتبہ الکاثولیکیہ 1951ء، بیروت

[5]۔القشیری، امام مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح، باب فضل الرفق، داراحیاء التراث، بیروت، 2003ء، ص:45/4

[6]۔راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مکتبہ البابی مصر، ص:56؛ وحید زمان، کیرانوی، قاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، کراچی، ص:160

[7] ۔ http://www.usdoj.gov/ovw/domviolence.htm

[8]۔ Oxford Advanced Learner's Dictionary, OU P, 2005, p:.1445

[9]۔ Encyclopaedia of Social Sciences, Macmillan, New York:1959 vol: xv, p :246

[10]۔ www.who.int/violenceprevention/approach/definition/en/index.hotmail, date: 5-22-2012, time: 10:30, pm, P:1

[11]۔ www.unece.org/stats/gender/vaw/about.html, Retrieved on:5-23-2021, at 11:30 am

[12] ۔ Foreword on WHO Multi-country study on women's health and domestic violence against women.

13۔ www.gov.nl.ca/vpI/types, Retrieved on:5-23-2021

14۔Daily Dawn Islamabad , 13 April 2018

15۔ Daily Dawn Islamabad, Dec 12, 2015

16۔سورۃ النحل:16/۵۸۔۵۹

[17] ۔ https://urdu.dunyanews.tv/index.php/ur/Crime/613553

18۔عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، مرتب: خالد رحمن، سلیم منصور خالد، مضمون: زوجین میں علیحدگی، شریعت اور ملکی قانون، شگفتہ عمر، ص:94

19۔Human Rights Watch, World Report, 2019, Pakistan

20۔سورۃ الروم:21/30

21۔سورۃ البقرۃ:187/2

22۔سورۃ البقرۃ:228/2

23۔الترمذی، السنن، كتاب الْمَنَاقِب، بَابٌ فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ، حدیث:3895، ص:709/5

24۔ایضاً، بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، حدیث:1163، ص:459/3

25۔سورۃ النحل:97/16